رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۹

نور افشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی۔

جلد ۴۰ — ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہی۔ ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء — نمبر ۴

سکولوں کی کتابیں

اُردو

اُردو کی پہلی کتاب ...... ار

اُردو کی دوسری کتاب ۲ر

اُردو کی تیسری کتاب ۳ر

اُردو کی چوتھی کتاب ۴ر

رومن اُردو کی پہلی کتاب ...... ار

رومن اُردو کی دوسری کتاب ۲ر

رومن اُردو کا قاعدہ ینگ صاحب کا [illegible]

فارسی اُردو کا قاعدہ ۶ پائی و ار

سی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

شرح :- خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ صہ/ اگر دو طالبعلم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ ۳ یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا گرونول وکیرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر طیار ہوتا ہی قیمت رکشا لعہ سے ماعہ گرونول لعہ مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کریں

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ...... عہ/ ۲ر

ہندوستان و پنجاب سے معہ محصولڈاک پیشگی ...... عہ/ ۲ر

ہندوستان و پنجاب سے معہ محصولڈاک مابعد ...... ہے/ ۲ر

غیر ممالک سے معہ محصولڈاک ...... ہے/ ۳ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	ے
چوتھائی کالم	صہ	ے	للعہ ۱۲
نصف کالم	ے	للعہ ۱۲	صہ ۲۵
پورا کالم	للعہ ۱۵	صہ ۲۵	للعہ ۴۰
پورا صفحہ	للعہ	صہ	مام

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ :- نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

نئی کتابیں فارسی اُردو

صحت } نہایت مفید کتاب جو ہر ایک خاندان کے ساتھ رہنی چاہئے۔ قیمت ۴ر +

حلِ مشکلات } پروفیسر جمیس صاحب۔ آر حصہ اوّل۔ ۶ر +

تحقیقِ بائیبل } مصنفہ مرقس داور صاحب۔ ۴ر +

طالبانِ حق } کینن فیر صاحب ڈی۔ ڈی۔ ۹ر +

رہنمائے تعلیم۔ ۴ر +

ویدک شائستگی۔ رومن اُردو۔

سوال وجواب

فارسی اردو	قیمت	۶ پائی +
رومن اردو	قیمت	۶ پائی +
گورمکھی	قیمت	۶ پائی +
بچوں کی پرورش	قیمت	ار +
تواریخ بائیبل	قیمت	عہ +
حیات مسیح	قیمت	۱۲/ +
مسیح کا نمونہ	قیمت	۸ر +
سبد وغزلیں اُردو	قیمت	ار +
گورمکھی	قیمت	ار +

مس لوئیس ماسٹن صاحبہ کی تصنیفات

کوئی گھر ان سے خالی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان کے مطالعہ سے ہر گھر کے لئے امداد مل سکتی ہے۔

۱۔ رامپال سنگھ رومن اُردو ۸ر +
۲۔ تلاش حق اُردو و رومن اُردو ۳ر ۶ر +
۳۔ دولت لازوال اُردو ۳ر ۸ر۔ رومن اُردو ۸ر +
۴۔ عزت بے مثال اُردو ۳ر ۵ر۔ رومن اُردو ۸ر +
۵۔ اصلاح اخلاق ۴ر +
۶۔ ہند کی افلاس کا انسداد ار +
۷۔ بچوں کی پرورش ار +
۸۔ شادی کی بابت خیالات ار +
۹۔ سچی اور جھوٹی خیرات ۳ پائی +
۱۰۔ صفائی کی ضرورت ۳ پائی +

دیگر کتب

۱۔ اسلام میں مسیح ۱ر +
۲۔ ینابیع القرآن ۳ر +
۳۔ بائیبل یا قرآن ۱۰ر +
۴۔ سیر ہند معہ تصویرات اُردو صہ +
۵۔ وشنو کے دس اوتار ۲ر +
۶۔ آواگون یا آئندہ زندگی ۲ر +
۷۔ ردِّ تناسخ ۴ر +

یہہ کتابیں کرسچن بُک سٹور لودیانہ معرفت پادری ای۔ ایم ویری صاحب آنریری سکرٹری سی۔ ایل۔ ایس بذریعہ وی۔ پی یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں



نور افشاں

لودیانہ - جمعہ - ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

فہرست مضامین

گلدستۂ اخبار

شہنشاہ معظم نے ۱۲ دسمبر کو تاجپوشی کے وقت جو تاج سر پر پہنا تھا اُس میں ۶۰۴۱ ہیرے ۳۲ زمرد - ۴ لال اور ۴ نیلم جڑے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ گلابی ہیرے بھی لگائے گئے تھے۔

راجدھانی دہلی کے لئے چھ کروڑ روپیہ قرض لینگے۔ کہتے ہیں ہند میں لیا جائے نہ کہ ولایت میں۔

مقدمہ سازش ڈہاکہ کے قیدیوں کی اپیل ہائیکورٹ کلکتہ میں ۱۵ جنوری کو سنینگے قریب دو ماہ خرچ ہونگے۔

اس مقدمہ میں ۱۰ ملزموں کو سخت قید اور کالے پانی کی سزائیں دی گئی ہیں - معمولی قید کی سزا ہے -

ہندی عجائب خانوں کے انتظام کی اصلاح کے لئے ایک کانفرنس ۱۵ تا ۱۸ جنوری مدراس میں کریں گے۔

سینٹ پیٹرزبرگ کے اخبار روسیا نے بزور لکھا کہ ایران میں روسی بیدردیوں کی خبریں غلط محض ہیں۔

بقول اُس کے تبریز میں ایک روسی افسر اور ۲۹ سپاہی ہلاک کئے گئے۔ پانچ افسر اور ۴۹ سپاہی سخت زخمی کئے گئے۔ نیز ۳۲ روسی زخموں سے ہلاک کئے گئے - جن کی لاشیں ابتک حوالہ نہیں کی گئیں وغیرہ وغیرہ۔

ایسی شدید زیادتیوں کی پاداش میں پندرہ ایرانی سرغنے پھانسی دیئے گئے - گویا یقینی میں داخل ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ ۹ سرغنے عدم ثبوت کافی کے باعث بری کئے گئے - اس سے زیادہ نرمی کیا ہوگی۔

روس نے صوبہ منگولیا کی آزادی اور سرپرستی کا نوٹس دیا اُس جواب چین سے جلدی مانگا ہے۔

انگلستان میں مزدوروں کی سرکشی کی خرابی بے طرح بڑھ رہی ہے اُس کے نتائج خطرناک سمجھے جاتے ہیں۔

سب سے زیادہ خوفناک یہ ہے کہ کوئلہ کے کان کنوں نے بھی یکم مارچ سے کام بند کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

اگر اس پر کاربند ہونگے تو ہفتہ میں تمام ریلیں بند ہو جاویں گی - گیس اور برقی روشنی تین ہفتہ میں بند ہوگی -

تمام دخانی کارخانے بھی چار ہفتہ کے اندر بند ہو جاوینگے - کیونکہ سب کا دار و مدار کوئلہ پر ہی ہے - توبہ -

کہتے ہیں کہ اگر سٹرائک پہ عمل کرینگے تو کوئلہ کی تمام کانیں سرکاری ملکیت میں لانی پڑیں گی وغیرہ وغیرہ۔

مالکان کان کوئلہ اجرت بڑھانے سے انکاری ہیں وہ بھی اپنا ہٹ چھوڑنے کو نہیں چاہتے -

وہ کہتے ہیں کہ فی ٹن کوئلہ کی قیمت میں ایک شلنگ بھی بڑھ جاویگی تو غیر کوئلہ کا داخلہ جبراً قہراً بڑھ جاویگا جس سے برٹش گھاٹ اور جہازات اور ریلوے بیکار ہو جاویں گی خدا خیر کرے۔

جنگ ٹریپولی کے متعلق مصالحت کی خبر تھی لیکن قسطنطنیہ کے پیغام سے اُس کی تصدیق نہیں ہوتی ہے۔

عثمانیہ کے پولیٹیکل حلقوں میں خبر مذکورہ پر حیران ہیں - بقول اخبار طانن ٹرکی صلح ہرگز نہیں مانیگا۔

ٹریپولی کا کھونا منظور نہیں ہے - کوہ بلقان کی پیچیدگیوں کی دہمکی کی بھی مطلق پرواہ نہیں ہے۔

ٹرکی جنگ ٹریپولی سے دستکش نہ ہوگا - وہ لڑائی جاری رکھیگا تا وقتیکہ اٹلی ٹریپولی سے کنارہ کش نہ ہو۔

اٹالین وزیر خزانہ نے کہا کہ سال گذشتہ میں خالص بچت ہوئی دو کروڑ ۴۰ لاکھ لار خاطر خواہ ہے -

سال رواں میں بھی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ لارس کی بچت اندازہ کی گئی ہے - اخراجات پورے کر کے ہے۔

تعلیم تعمیرات سول ریفارم کا خرچ نکال کر بھی لڑائی کے لئے کافی سرمایہ ہوگا - بہ ضرورت قرضہ ہوگی۔

حضور شہنشاہ معظم کی واپسی پر انگلستان میں جنگی جہازوں کا عظیم استقبال کرینگے - تیاریاں سرگرم -

ڈاک ولایت کے جہاز آتشین کی آتش زدگی سے ہندی ڈاک کے ۸۰ تھیلے گم ہیں اور کئی جلگئے ہیں۔

اخبار کی بہار

ہمارے حضور شہنشاہ معظم نے اپنے وزیر اعظم مسٹر ایسکوتھ کو کامیابی دربار کی مبارک کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نہایت خوش ہیں کہ سیر ہند کی کامیابی تمام اُمیدوں سے بڑھکر نکلی۔ ہر طرح عمدہ ثابت ہوئی۔

ہندوستان کے تمام فرقوں قوموں جماعتوں نے سرگرم محبت کا خاطر خواہ ثبوت وفاداری دیا ہے۔

حضور ممدوح فرماتے ہیں کہ ان کا آنا بحق ہندوستان اور سلطنت عالمگیر کے دائمی فائدہ کا پیش خیمہ ثابت ہوگا تو حضور کو مزید خوشی ہوگی حضور شہنشاہ بیگم بھی کامیابی سیاست پر نہایت بشاش ہیں۔

لندن سے خبر آئی ہے کہ یاٹ کی قسم کا ایک روسی دخانی جہاز بحیرہ اسود میں غرق ہوگیا ہے۔ جمعرات کو اس پر ۲۰۰ شخص سوار تھے۔ ان میں گالانز کے روسی قنصل بھی معہ اپنے قبائل کے تھے نقصان عظیم ہوا۔

ولایت میں سٹرائیکوں کے جوش کی خرابی جاری ہے۔ سوتی کارخانوں کے کاریگر بھی کام بند کر رہے ہیں۔ قریب ایک درجن سوتی ملیں بند کردی گئی ہیں کام بند کرنے والوں کے گزارہ پر یونین کا ہفتہ وار خرچ ۰۰ ۵ ۱۷ پونڈ ہوگا۔ حالانکہ آمدنی بہت کم ہے۔ تجویز ہے کہ مزدوروں کے چندہ کی شرح دوچند کیجائے اور بعض کی رائے ہے کہ اس کے لئے خاص چندہ کی اپیل کی جاوے مالکان کارخانہ نرمی نہیں چاہتے۔

حضور شہنشاہ معظم نے اپنی اور اپنی شہنشاہ بیگم کی بڑی تصاویر پنجاب یونیورسٹی کے لئے بھی ارسال فرمائیں شہنشاہ معظم کی آمد کی خوشی میں سیٹھ سکھ لال رئیس ... نے ایک لاکھ دس ہزار کا قرضہ معاف کردیا ہے۔

دہلی میں دفاتر صدر کے لئے کچھ مکان لے گئے۔ کچھ عارضی بنائینگے۔ باقی کام بالفعل خیموں سے لیا جائیگا۔

پچھلے دو سال میں میونسپلٹی لاہور نے ۲۶۲ ۳ پیر گیدڑ آئے ان میں ۲۶۱ مردہ تھے۔ بصرف ۹۳ ہزار روپیہ

ملک سندھ میں بلوچستان کے بڑے بڑے لوٹیرے ڈاکہ مار کر بھاگ جاتے ہیں۔ اس کے انسداد پر توجہ کی گئی ہے

جاپانی شہر ہزوسا کہ عظیم آتشزدگی سے کئی ہزار گھر جلگئے چار پانچ کروڑ نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔

چین کے انقلاب پسندوں نے کامل فتح حاصل کی۔ شاہی خاندان حکومت سے دست برداری پر تیار ہے۔ انقلاب پسندوں کی فوج ہونفق پر بڑھتی آتی۔ وہاں ملا کو شاہزادگان منچو نے ان کے ساتھ مشورہ کیا۔ مشورہ کے بعد شاہزادگان منچو نے تخت سے درخواست کی کہ فوراً پیکن چھوڑ دیں اور جیہول کو بھاگ جائیں۔

پایہ تخت پیکن سے خبر ہے کہ تخت چین نے حکومت سے مجبوراً دست بردار ہو کر علیحدگی کی ٹھان لی کچھ چارہ نہیں تخت جیہول کو روانہ ہوگا۔ تاخیر نہ کریگا۔ فراری کا فوری انتظام طے کیا گیا فیصل شد۔

افسوس ہے کہ رانا دلیپ سنگھ سی آئی ای آن باگھاٹ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۱ء کو فوت ہوگئے ہیں آپ کی ریاست کوہستان شملہ میں واقع ہے۔

دار السلطنت کے کلکتہ سے دہلی میں منتقل ہونے پر تقریباً پانچ ہزار افسروں کلارکوں اور دیگر ملازموں کو دہلی میں آنا پڑیگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ۲۵ دسمبر کے معرکہ بنغازی میں ترک کی سپاہ کے ۵ سو آدمی کام آئے۔ جس میں چند افسران بھی تھے۔

اطالویوں کا ایک دستہ ۲ دسمبر کو دریانے کے دانہ کی طرف بڑھا تاکہ ان انجنیروں کی حفاظت کرے۔ جو شہر میں آبرسانی کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس دستہ فوج کی ترکیوں سے مٹ بھیڑ ہوگئی۔ اور ترکوں کی گولوں کی تاب نہ لاکر پسپا ہوگئے۔ تین آدمی مارے گئے۔ اور ۷ آدمی زخمی ہوئے۔

اخبار ٹائمز کو ایک تار سالونیکا سے موصول ہوا ہے جس میں نامہ نگار خبر یہ کرتا ہے کہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اٹلی و ٹرکی میں شرائط صلح کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ اور بہت جلد جنگ کا خاتمہ ہونیوالا ہے۔ خدا کرے یہ خبر صحیح ہو اور اگر صلح ہو تو ایسے شرائط پر ہو کہ جن میں ٹرکی کی عزت بھی قائم رہے اور طرابلس پر اُس کے شاہی حقوق بدستور قائم رہیں۔ البتہ اٹلی کو کچھ مراعات جیسے کئی اور یورپین سلطنت کو بھی دیجاتی ہے۔ طرابلس میں دیدیجائیں۔

ہانگو میں یکم جنوری پر لڑائی شروع ہوگئی ہے۔ انقلاب پسندگان کی ایک اور کثیر جمعیت ٹائمنیس سے پہونچ گئی۔ جس نے امپیریل فوجوں پر حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہی۔

ٹمبکٹو کے ایک شاہزادے کے مسیحی ہونے کی خبر آئی ہے وہ ایک وحشی فرقے کے بادشاہ کا بیٹا ہے۔ اس شاہزادے کا کام یہ تھا کہ اپنے قوم کے ایک خاص فرقے کی نگرانی پر تعینات تھا۔ اچانک میں اس نے مسیحی مذہب کی خوبی اور راستبازی کا بھوکا اور پیاسا تھا اور اُس نے پادریوں سے درخواست کی کہ وہ اُس کو مسیح کی پوری بشارت سنادیں اور سنکر اُس نے خوشی سے مسیحی مذہب کو قبول کیا۔ اور اب وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہونا چاہئے۔ وہ اپنی بائیبل کو ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اور روز بروز اس کی واقفیت میں بڑھتا جاتا ہے اور اب اُس کی بڑی خواہش یہ ہے۔ کہ انجیل کی بشارت اُس کے ملک کے تمام فرقوں میں سنائی جاوے۔

ایک ٹاپو میں جس کا نام ٹاپوئے آدم ہے ایک میم صاحبہ ہیں جس کی عمر ۹۰ برس کی ہے اس لیڈی نے انجیل مقدس کا مطالعہ ۸۶ مرتبہ کرلیا ہے ایک دفعہ اُس نے پیدائش کی کتاب سے شروع کر کے مکاشفات تک ۹ ہفتوں میں کل بائیبل کو ختم کیا

ایڈیٹوریل نوٹس

ایثار نفسی

نمبر ۱۵

اس مضمون کے متعلق ہم نے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ انسان پر فرض ہے کہ نفس امارہ کو کشتہ کرے اور اپنے جسمانی اور نفسانی جذبات کو دبا کر اپنا دل اس دنیا سے اٹھا کر اوپر کی طرف لگا دے لیکن یہ عمل انسان کی طبیعت اور مزاج کے بگڑنے کے سبب سے مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے اب انسان کو از سر نو زندگی کی ضرورت ہے اور وہ از سر نو زندگی انسان کو صرف ایک نجات دہندہ کے وسیلے سے دستیاب ہو سکتی ہے کہ جس نے آدمزاد کے بچانے کے لئے ایثار نفسی کا عمدہ نمونہ اس دنیا میں آکر ظاہر کیا اور وہ طریقہ بھی جاری کیا کہ جس سے برگشتہ اور گمراہ انسان کو وہ طاقت اور لیاقت حاصل ہو جاوے کہ وہ از سر نو زندگی حاصل کر سکے جیسا کہ ہم نے دکھلایا ہے۔ خداوند یسوع مسیح سے بڑھ کر کون ایثار نفسی کرنے والا ہو سکتا ہے۔ مختلف مذاہب مختلف آدمیوں کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن چاہئے کہ ہم اُن کی زندگیوں کے حالات سے اُن کا امتحان کریں کہ آیا اُن میں ایثار نفسی کی عمدہ لیاقت موجود تھی کہ نہیں۔ تب آپ کو واضح ہو جاوے گا کہ صرف ایک میں یہ صفت درجہ کمال تک موجود تھی اور وہ صرف ایک ہی ہے یعنے وہ خداوند یسوع مسیح ہے اور لکھا ہے کہ آؤ چکھو اور دیکھو۔

احمدی مشن کے "ایک ضروری اعلان" پر ایک سرسری نظر

یہ اعلان رسالہ ریویو آف ریلیجنز مطبوعہ قادیان ماہ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں خلیفہ احمدیہ مولوی نور الدین صاحب کی قلم سے لکھا ہوا جس میں جمیع احمدیوں کی خاص توجہ چندوں کی طرف لگائی ہے اور شکایت کی ہے کہ احمدی صاحبان جس جوش اور سرگرمی سے چندہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں وہ اُس کو پورا نہیں کرتے اور اس طرح سے وہ اپنا معاہدہ توڑ کر "سخت قابل مواخذہ" ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کے فعل کو خلیفہ صاحب نے لکھا ہے کہ "ایسا کرنے والوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا"۔ اور اب آخر کار احمدی مشن کے محافظ بلکہ بانی مبانی عالم و فاضل نے ایک فتویٰ ایسے لوگوں کے لئے جاری کر دیا ہے کہ "جو شخص اپنا وعدہ وفا نہیں کرتا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جاوے"۔ اور اس کارروائی کے لئے کچھ مدت کی قید لگا دی ہے۔ اور لکھا ہے کہ "اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جاویگا"۔ اور تنگ آ کر یہ بھی تحریر کر دیا ہے کہ "اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا"۔

تحریر مندرجہ بالا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آجکل احمدی مشن کی مالی حالت میں فرق آگیا ہے۔ اور چندہ کم آتا ہے پر ہم کو تحقیق معلوم نہیں کہ اصل حالت کیا ہے۔ ہمارے خیال میں بے چارے احمدیوں کے لئے تو مشکل در مشکل اسباب ہیں ہی ایک تو پہلے ہی از روئے قرآن اُن پر بہت سے چندوں کا فرض پڑا ہوا ہے کیونکہ احمدی مشن نے اُن کو تو رد نہیں کیا اور کر نہیں سکتے۔ مثلاً خیرات زکوٰۃ اور حج وغیرہ تو وہ اب کہاں سے دور کے قادیان کیلئے اتنی دولت لاویں۔ اور اس کے علاوہ اور کئی قسم کے چندے مثلاً یتیموں اور مسافروں اور اسکولوں اور لائبریریوں اور اخباروں وغیرہ وغیرہ کے لئے اور ساتھ ہی بہشتی مقبرہ کے لئے بھی بہت کچھ دینا پڑتا ہے۔ اب کہاں تک یہ احمدی جماعت چندوں کی بھرمار کو پورا کرے اس پر ہم کہتے ہیں کہ احمدی صاحبان بڑا چندہ دینے والے ہیں کیونکہ اُنہوں نے اپنے قسم قسم کے چندوں سے قادیان کو رونق دار کر دیا ہے۔ نہیں تو اس فرقہ کے مبعوث ہونے سے پیشتر قادیان کیا تھا؟ پر کہاں تک احمدی صاحبان اپنے جوش کو نبھاتے رہیں اُنہوں نے بہت کچھ کیا ہے۔ واقعی خلیفہ صاحب نے اب بہت سخت شرطیں لگائی ہیں دیکھیں کہ اب اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ہمعصر افغان مطبوعہ ۲ دسمبر ۱۹۱۱ء میں "دنیا کا بزرگترین انسان" کے عنوان سے نوٹ درج کرتا ہے جس میں وہ ایک اخبار کا اقتباس پیش کرتا ہے۔ جو ایک مسیحی کا لکھا ہوا تھا۔

سوال "دنیا کا سب سے بزرگترین انسان کون ہے۔ اور کیوں ہے؟

جواب۔ دنیا کا علی الاطلاق بڑا انسان وہ ہے۔ جس نے دس برس کی قلیل مدت میں مذہب فلسفہ۔ قانون معاشرت قانون تمدن اور قانون سیاست وضع کیا۔ جنگی قانون میں اصلاح کی۔ ایک قوم پیدا کی۔ ایک سلطنت قائم کی جو ایک زمانہ دراز تک روئے زمین پر باقی رہی۔ باوجود اس کے وہ شخص اُمی تھا۔ وہ کون ہے؟ وہ محمد عربی پیغمبر اسلام"۔

اس پر ہمعصر ایک لمبا چوڑا حاشیہ چڑھاتا ہے جس کو یہاں نقل کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

دنیا کا سب سے بزرگترین کسی کو مان لینا کچھ بڑی بات نہیں ہے کیونکہ دنیا اور اُس کی تمام شان و شوکت جاتی رہتی ہے۔ لیکن دنیا سے بڑھ کر دین ہے۔ دین میں کسی کو پیشوا اور ناجی اور شافی ماننا درحقیقت ایک بڑا درجہ ہے۔ جو قابل تسلیم اُس وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ تمام صفات اُس میں پائی جاویں۔ لیکن دنیا میں اگر محمد صاحب کو ایک بزرگترین انسان مانا جاوے۔ پر دین کے بڑے معاملے میں نہ اُنہوں نے شافی اور ناجی ہونیکا دعویٰ ہی کیا ہے۔ اور نہ وہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ نجات کے لئے اُنہوں نے

کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ جس سے گنہگار انسان بچ سکتے ہیں ہاں تعلیم نصیحت دی لیکن اس سے نجات نہیں ہو سکتی سب سے بڑا وہ ہے جو نجات کی برکت عاصی گنہگاروں کو دے سکے۔

جنگ اٹلی اور ٹرکی کے متعلق ہمارے اسلامی معاصرین بہت کچھ لکھ چکے اور لکھ رہے ہیں اور خاص ہمدردی ٹرکی کی طرف ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے فریق کو از حد برا بھلا کہنے سے اپنے دلوں کا جوش نکالتے ہیں بغیر یہ اُن کی مرضی ہے۔ یہ در اصل یہ ایک مذہبی جوش کا نتیجہ ہے جس کو اہل اسلام تمام ملکوں میں ظاہر کر رہے ہیں۔ اس کی نسبت اختلاف رائے ہے۔ ہندو اخبارات کی رائیں کچھ اور قسم کی ہیں۔ اڈیٹر مسافر کی چند رائوں کا اقتباس کر کے مسلمان لاہور نے تو سرکی ایک سنا دی جو مسلمان مطبوعہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء میں چھپ ہے "مسلمانوں کا ترکوں کے ساتھ دینی اور مذہبی تعلق ہے۔ دینی تعلق میں ہم کو دین کا حکم ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کے ہر ایک نقصان میں شریک حال ہو۔ حدیث شریف میں وارد ہے کان اللّٰہ فی عون العبد وما کان العبد فی عون اخیہ ترجمہ جب تک کوئی آدمی اپنے دینی بھائی کی مدد میں رہتا ہے خدا اُس کی مدد میں رہتا ہے۔ ہم اس بحث سے یہاں قطع نظر کر کے کہ یہ جنگ مذہبی ہے یا ملکی یہ کہہ سکتے ہیں اور کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ ترکوں اور دیگر اسلامی حکومتوں بلکہ قوموں کے نقصانات دینی اور دنیاوی کو ہم اپنا نقصان جاننے کے لئے مذہبی طور پر مامور ہیں۔ بفرض محال اگر دنیا کی کوئی زبردست طاقت ہم کو اپنے بھائیوں کی ظاہری ہمدردی کرنے سے روک دے تو ہم زبان سے دعائیں کرینگے۔ اگر زبانیں کاٹ دی جاویں تو دل سے ادہر متوجہ ہونگے۔ اور ایسا کرنے والے جابر کو ہم خطاب کر کے ایک ہی سنا دیں گے ؎

کیوں ہوئے ہیں مانع میرے احباب وا غرہ
کیا کوچۂ دلدار میں جایا نہیں کرتے"

ہمعصر ہندو لاہور مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء میں "برادران وطن کا مارے کو ہے" کے عنوان سے ایک طول طویل نوٹ درج ہوا ہے۔ جس میں ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے اتفاق کی نسبت رائے زنی کی ہے۔ اُس کے آخر کے فقرے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"پھر ایک چھوٹا سا مسئلہ گائو کشی کا ہے جو بار بار فریقین کے دوستانہ تعلقات میں مخل ہوتا ہے یا اور دو ایک اور باتیں ہیں پہلے سب پی لیجئے اور پھر بسم اللہ کیجئے۔ جس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان ہندوؤں کیساتھ ہو سکتے ہیں تو اس شرط پر کہ وہ اول مسلمانوں کو گوشت وغیرہ میں من مانا حصہ لینے دیں۔ دوسرے ہندی کا پرچار روکی جائے تیسرے دلیں اور اردو کو ہم جان کر گلے سے لگالیں تیسرے گئو رکھشا کے خیال کو نفرت تیز کر دیکھیں بلکہ ٹھنڈے دل سے گائو کشی ہوتی دیکھیں اور خاموشی سے اُس کی تائید کریں اور ایسی دو ایک باتیں مسلمانوں کی اور مان لیں۔ یا یوں کہیے کہ اگر صلح منظور ہے تو سارے ہندو لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ پڑھ لیں۔ مگر جو امید محمود اور نگ زیب۔ علاؤ الدین وغیرہ وغیرہ بادشاہوں کی خوشخوار تلوار تلے بھی نہیں آئی تو وہ سلطنت برطانیہ کے با امن عہد میں کیونکر بر آسکتی ہے۔ اور ہندو مسلمانوں کی صلح کو ایسی کڑی شرائط سے مشروط کرنے کے دوسرے یہ معنے ہیں کہ نہ شرائط پوری ہوں نہ ہندو مسلمان اکٹھے ہو سکیں۔ ان صورتوں میں ملاپ کا ہونا دشوار نظر آتا ہے۔ کیونکہ نفاق کے تعلقات دونوں اقوام کے مذہبی اختلاف پر مبنی ہیں جس کی جڑیں گہری ہیں۔ جنکا اکھیڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسلئے اتفاق معدوم رہیگا اور جس قدر اپنے اپنے مذہب پر پختہ ہو کر کاربند ہوگا اتنا ہی نفاق کا بیج زیادہ سرسبز ہوگا۔ اور زیادہ نا اتفاقی اور ناچاقی پھیلیگی سچا اتفاق اُسیوقت ہو سکتا ہو جب دونوں قومیں ایک خیال اور ایک دل ہو جاویں۔ در حقیقت مذہبی تفرقات نے ہمارے ملک کو بالکل تین تیرہ کر رکھا ہے اور کبھی بھی صلح اور امن کی توقع پوری نہیں ہو سکتی۔"

ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین نور افشاں جو کچھ وہ نور افشاں کی نسبت اپنا خیال رکھتے ہیں۔ ہم پر ظاہر کر دیا کریں تاکہ یہ مذہبی پرچہ ہر دلعزیز اور مفید بنایا جاوے۔ ہمارے معزز نامہ نگاروں کی عنان توجہ اس طرف مبذول ہوئی ہے اور ایک صاحب نے کچھ لکھکر بھیجا تھا جو درج اخبار ہو چکا ہے اور ایک اور صاحب کا مضمون بھی آئندہ ہفتہ درج ہوگا۔ اور دیگر صاحبان بھی جو مناسب سمجھکر اس کی نسبت اپنی رائیں بھیجیں۔ اور بعد ازاں جو مناسب سمجھا جاویگا ان کی نسبت لکھا بھی جاویگا اور یہ اخبار تمام لائق و فائق ناظرین و نامہ نگاران کی حسب منشا بنایا جاویگا۔

جین مذہب کے ایک فرقہ کے جلسے ہمارے شہر لودیانہ میں اس ہفتہ بڑی دھوم دھام سے ہوتے رہے۔ اب تھوڑے سے ان جینیوں کی ہمت سے ایک اچھا بڑا اندر ہزاروں روپیوں کی لاگت سے تیار کیا گیا ہے جس کی تقدیس کا یہ جلسہ بنایا گیا ہے بڑی بڑی دور کے جینی یہاں بلائے گئے ہیں۔ اور قلعہ کے سامنے ایک بڑا بھاری خیمہ اور اس کے سامنے عمدہ باغ لگایا ہے۔ اور بڑی قیمتی سونے اور چاندی کے سامان اور سرقیں جمع کی گئی ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو اب جین مذہب کی حقیقت معلوم ہوئی ہے۔ کہ وہ بڑے مورتی پوجک ہیں۔ لاکھوں روپیوں کی قیمتی مورتیاں سجائی اور دکھلائی گئیں۔ اور سونے اور چاندی کے رتھ اور گاڑیوں پر تمام شہر میں جلوس نکالا گیا بھجن گاتے گئے اور ایک بڑی رونق شہر میں اور قلعہ کی طرف کی گئی۔ پر افسوس کہ یہ سب کچھ مورتی پوجن کے متعلق تھا۔ جسکو آج یہ زمانہ بالکل رد کر چکا ہے۔ پر یہ بے چارے ابھی تک مورتی پوجن کی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ افسوس۔

مورخہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کو ہز آنر سر لوئی ڈین صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے چاچڑان منڈی کا سنگ بنیاد نصب فرمایا افسران ع

دینی سوال و جواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

گزشتہ سے پیوستہ

پر ہمارے خیال میں یہ کوئی دلیل کافی ایک لڑکی کے اس طرح سے کہنے کی سچائی پر دلالت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس پر ہم یہ کہیں گے کہ ایک طرف اپنے باپ کو بت پرستی سے منع کرتے ہوئے دوسری طرف وہ انسان پرست ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔ کیونکہ وہ حضرت محمد صاحب کی حد سے بڑھ کر تعظیم کر کے اپنے والد کی بے عزتی کرتی تھی۔ لیکن اس لڑکی کے اس بیان سے آنحضرت کے چال چلن کی صفائی کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ جس پر سینکڑوں کے اعتراض اتنے سالوں سے تواریخی معاملات کی بنا پر چلے آتے ہیں۔ بھلا ایڈیٹر صاحب ایسے واقعات حضرت کے چال چلن کو پاک ٹھہرا سکتے ہیں۔ ہاں اگر تمام تواریخی معلومات کا صفایا کر دیا جا سکے تو پھر البتہ جو چاہو کہہ کر صفائی کر سکتے ہو۔ ورنہ عرب کی تواریخوں اور دیگر واقعات سے جواب لکھے ہوئے بے شمار کتابوں میں قصہ جات موجود ہیں کس طرح سے جھٹلائے جا سکتے ہیں اور سب کے برعکس ایڈیٹر صاحب کی صفائی کس طرح سے مانی جا سکتی ہے۔

قولہ۔ مگر ایسے لوگوں کو انصاف سے ذرا بھی مس ہو اور ان کے دلوں میں سچائی کا شمہ بھر بھی محبت ہو تو انکی تسکین اور ان کے غلط الزامات کی تردید کے لئے صرف یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

اقول۔ جناب ایڈیٹر صاحب محبت اور بات ہے اور واقعات کی بنا پر کسی حقیقت کو دیکھنا دوسری بات ہے۔ اگر واقعات اس قسم کے موجود نہ ہوتے کہ جنکی رو سے اعتراض کئے جاتے ہیں تو کون اعتراض کر سکتا۔ اب فرض یہ ہے کہ ان واقعات کو رد کرو۔ باقی دارد۔

اقتباس

موت مثل ایک چٹھی رساں کے ہے

جس طرح سے چٹھی رساں ڈاک لے کر آتا ہے اور امیر و غریب سب کے مکان پر اگر جس کا خط ہوتا ہے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اس کو بلا کر خط دیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے موت کا پیغام ہے۔ جو سب کے لئے آتا ہے۔ خواہ امیر ہو یا غریب ہو سب کو یہ پیغام ملتا ہے اور اچانک اس کی آواز آتی ہے۔ اور موت اس شخص کو اس دنیا سے جدا کر دیتی ہے۔ چٹھی رساں تو کسی کو شادی کا پیغام کسی کو غمی کا پیغام اور کسی کو کامیابی کا پیغام اور کسی کو ناکامی کا پیغام لا کر دیتا ہے۔ مگر موت کا پیغام صرف ایک ہی قسم کا پیغام سب کے لئے ہے۔ جس کا نتیجہ اس کے وجود کا عدم ہے۔ اگرچہ اس کی روح اپنے مالک کے حضور جاتی ہو یا لعین کی۔

موت پر فتح

موت کا قبضہ جو آخری دشمن ہے ہمارے خداوند یسوع مسیح نے توڑ ڈالا ہے اور اب ان کے لئے جو مسیحی ہو گئے ہیں وہ موت ایسی خوفناک اور ڈراؤنی نہیں ہے جیسی کہ غیر اقوام کے لوگوں کے لئے ہے مسیحیوں کے لئے وہ موت گویا بہشت کا دروازہ ہے ان کے لئے موت صرف آرام سے سو جانا ہے جس کے بعد آگے نئے خوشی بخش ایام آوینگے اور خداوند یسوع مسیح آکر زمین پر سے اٹھا کر آسمانی فرشتوں اور برکتوں میں شامل ہونے کیلئے بلائیگا۔ اور جب تک وہ نہ آوے ان کے جسم خاک میں سوئے رہینگے اور آخری نرسنگا انکو جگا دیگا اور وہ جلالی ہو کر اٹھینگے اور غیر فانی ہو کر ابدی جلال المسرور کی خوشی میں شامل ہو جاوینگے جو روح کی اصل غرض اور مقصد ہے۔ ڈاکٹر جیمن۔

مفید کہانی

بچوں کے لئے

نمبر ۴

ایک خوفناک طوفان کے بعد قوس قزح یعنی بارش کے بعد کمان بڑی خوبصورتی سے نظر آئی۔ چھوٹے لڑکے ہنری نے اس کو اپنی گھر کی تاکی کے درمیان سے دیکھا۔ اور خوشی سے چلا اٹھا کہ میں نے اپنی زندگی میں ایسے خوبصورت رنگ نہیں دیکھے۔ ذرا لو کے درخت پر سے جو چشمہ کے کنارے پر لگا ہوا ہے وہ بادلوں سے زمین پر اترتے ہیں۔ یہاں تک کہ درختوں کے تمام پتے ان رنگوں سے خوبصورت ہو گئے ہیں۔ میں دوڑ کر ان تمام رنگوں کو اپنے پینٹ باکس میں ڈالکر رکھنے کی کوشش کرونگا۔ اور یہ کہکر وہ تمام تیزی کیساتھ اس درخت کی طرف دوڑا۔ لیکن وہ وہاں جا کر عین اس کمان کے درمیان کھڑا ہو گیا اور اس نے کوئی رنگ نہ دیکھا نہایت غصہ ہو کر اور غمگین ہو کر وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور اس سے یہ حال بیان کیا۔ باپ نے مسکرا کر کہا۔ "کہ بیٹا یہ رنگ کسی برتن میں رکھے نہیں جاتے۔ وہ تو صرف مینہہ کے قطرے ہیں جن میں ایسے خوبصورت رنگ دکھلائی دیتے ہیں۔ اور وہ سورج کے سامنے روشن ہیں۔ اے میرے بیٹے ایسا ہی حال دنیا کی تمام شان و شوکت کا ہے یہ ہم کو کچھ چیز دکھلائی دیتی ہے۔ مگر در حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔"

بنگالی اصحاب اخبار سٹیٹسمین کا بائیکاٹ کر رہے ہیں کیونکہ اس نے منسوخی تقسیم بنگال پر نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔

مراسلات

تعلیم الواعظین

گزشتہ اشاعت سے آگے۔

ہشتم۔ چار باتیں قابلِ غور ہیں (۱) خدا کی طرف سے بخشا ہوا وعظ کا مادہ یا مضمون جو پاک نوشتوں میں موجود ہے۔ (۲) کلیسیا کے عقاید اور دستور (۳) جماعت کی حاجتوں کے مطابق وعظ کا مادہ و مضمون (۴) واعظ کی خصلت کے مطابق واعظ کا مادہ و مضمون اُس کے روحانی تجربہ علم اور مزاج کے مطابق۔

۱۔ واضح ہو کہ پاک نوشتے وعظ کا چشمہ ہیں۔ اس لئے ان کو کام میں لانا فائدہ بخش ہے۔ ۲ تمتھیس ۳: ۱۶ ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک نوشتہ پاک کلام میں سے آسان نہیں بلکہ کئی ایک مشکل نوشتے بھی ہیں۔ چونکہ سامعین سب کے سب اس قدر علم حاصل نہیں کر چکے کہ سب نوشتوں سے کما حقہ واقف ہوں تو اس لئے واعظ کو جاننا چاہئے کہ سب نوشتوں میں اس کے کام کے لئے خاص ضرورت کی کتابیں کونسی ہیں۔

اوّل۔ نئے عہدنامہ میں سے (۱) چاروں انجیلیں کیونکہ ان میں خداوند کی خاص تعلیم کا بیان ہے۔ اور یہ اس لئے بھی مفید ہیں کہ ان کو لڑکا بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر تو بھی ایسے گہرے مضامین ہیں کہ جس قدر سیکھیں اُن سے واقف ہو جاتا ہے۔ اسی قدر بڑھ کر زیادہ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ پھر یہ چاروں انجیلیں اس لئے بھی وعظ کے لئے ضروری اور مفید ہیں کہ ان میں وہ باتیں مندرج ہیں کہ جن پر ہماری نجات موقوف ہے یعنے خداوند مسیح کی راستبازی کی زندگی۔ اُس کا بے گناہ ثابت ہو کر مرجانا۔ اور مردوں میں سے جی اُٹھنا اور آسمان پر صعود فرمانا۔ اور کہ جن واقعات پر اس نے عہدنامہ کی ساری تعلیم موقوف ہے۔ اور انجیلوں میں خاص وہ باتیں نہایت روشن واضح ہیں جو تمام بائبل کی مرکز ہیں۔ مثلاً خداوند مسیح کی موت اور جی اُٹھنا وغیرہ چونکہ ان کا بیان کلیسیا کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ اس لئے کلیسیا نے یہ ٹھہرایا ہے کہ یہ باتیں سال بسال سلسلہ وار تمام جماعت کو ایک بار ضرور ہی پیش کی جائیں پس جو واعظ کلیسیا کی مقرری تجویز پر کاربند ہو گا وہ سال بسال ضروری باتیں جماعت کو پیش کرتا رہیگا (۲) رسولوں کے احوال اور اُن کی تعلیم کی بابت یاد رکھنا چاہئے کہ خداوند مسیح نے خود تو تعلیم نہیں دی۔ بلکہ رسولوں کو تعلیم دینے کیلئے مقرر فرمایا اور اُنہیں حکم دیا کہ وہ بادشاہت کی خوشخبری سنائیں۔ اور حکم دیتے وقت اُس نے اُن سے روح القدس کے عطا کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔ اب چاروں انجیلوں کے سوا روح القدس کی ہدایت سے رسولوں کے اعمال و احوال بھی قلمبند فرمائے گئے۔ اور وہ تعلیم بھی جو خطوط میں درج کر کے خاص یادگاری اور غور کے لئے رسولوں نے کلیسیا کو دی تھی عطا فرمائی۔ اس لئے ان دونوں یعنے رسولوں کے اعمال اور خطوط سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم رسولوں کے اعمال میں دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح پہلے زمانہ میں پاک انجیل کی بشارت دیا کرتے تھے۔ اور یہ کہ روح القدس کی ہدایت سے وہ کلیسیا کا انتظام کن قاعدوں سے کرتے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ اناجیل و خطوط کی نسبت اعمال کی کتاب پر وعظ میں کچھ کم لحاظ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خاصکر اُن کے لئے جو خصوصاً کلیسیا میں کام کرتے ہیں یہ کتاب اور اُس کی ہدایت نہایت مفید ہے۔

(باقی آئندہ)

پادری ٹامس ہاول بشیر از لاہور۔

میاں بیوی کا دینی مناظرہ

باب پانچوان

بیوی:۔ (جو میٹنگ سے واپس آئی تھی) شکر ہے خدا کا کہ مجھے ایک اور میٹنگ میں جانیکا حق حاصل ہوا ہے میں بڑی خوش ہوں کہ آپ میرے لئے ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں ایسا وعظ میں نے کبھی نہیں سُنا۔ ایسا صاف وعدہ اور ایسا عمدہ تھا۔

میاں:۔ اُس واعظ کی وعظ میں کیا عجیب بات تھی؟ میں نے اپنی زندگی میں اچھی اچھی وعظیں سُنی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی آدمی چاہے وہ مقدس ہی کیوں نہ ہو ہمارے بشپ کی طرح وعظ نہیں کر سکتا۔

بیوی:۔ اُس نے توبہ کے مضمون پر درس دیا تھا۔

میاں:۔ میرا خیال ہے کہ اُس کی نظر میں ہم لوگ سب گنہگار ہیں۔

بیوی:۔ کیسا جیسا آپ کہتے ہیں ویسے نہیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ روز روز گناہ کرتے ہیں۔ لیکن میں چند ایک باتیں جو اُس نے کہیں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ کوئی انسان سچی توبہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ سب کے قصوروں کو جو دوسروں نے اُس کے برخلاف کئے ہوں معاف نہ کرے۔

میاں:۔ میں ایسی بیہودہ بکواس نہیں سننا مانگتا۔ مجھے تمہاری باتوں سے ایک لفظ کا بھی یقین نہیں ہے۔

بیوی:۔ لیکن آپ بائبل کو تو مانتے ہیں۔

میاں:۔ ہاں مگر اُس کی تفسیر کو نہیں مانتا

بیوی:۔ یہی چند ایک آیتیں پڑھتی ہوں اور آپ خود ہی فیصلہ کرنا کہ ان کا کیا مطلب ہے۔ میں متی ۶: ۱۵ اگر پڑھتی ہوں۔ لیکن اگر تم آدمیوں کو اُن کے گناہ نہ بخشوگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے گناہ نہیں بخشیگا۔"

میاں:- مجھے یقین ہو کہ میں مسیحی ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ یہ مناد مجھ کو مسیحی مذہب سے پھیر دیں۔

بیوی:- لیکن میرے عزیز آپ نے مسٹر سمتھ کو ابھی تک معاف نہیں کیا۔ تھوڑے ہی دن ہوئے آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ اُس سے نفرت کرتے ہیں۔

میاں:- ہاں۔ لیکن تم کو یاد ہے اُس نے میرے ساتھ کیسی بدسلوکی کی تھی۔ صرف اس واسطے کہ میری گائیں اُس کے کھیت میں چلی گئیں۔ اُس نے اُنہیں باندھ رکھا اور مجھ سے فی گائے تین تین روپیہ لیا اور تب اُن کو چھوڑا۔ خدا نہیں چاہتا کہ ہم ایسے کمینے آدمیوں کو معاف کریں۔ میں اُس کو ہرگز معاف نہیں کرونگا۔ چاہے یہ مقدس کچھ بھی کہتے رہیں مجھے اُس شخص سے سخت نفرت ہے۔

بیوی:- یہ ان مقدسوں کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ خدا کا اور اس کے توڑنے سے ہمیں بہشت نصیب نہیں ہو سکتا۔ مسٹر سمتھ آپ کے چرچ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آپ کا پادری اُسے بھائی کہہ کے پکارتا ہے۔ اور آپ کے ساتھ پچھلے اتوار کو اُس نے پاک عشائے ربانی بھی لی لیکن آپ کہتے ہیں کہ آپ کو اُس سے بڑی نفرت ہے۔ عزیز میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنے آپ کو جانچیں۔ آپ بہشت سے محروم تو ہونا نہیں چاہتے۔

میاں:- بے شک میں بہشت سے محروم ہونا نہیں مانگتا اور مجھے توی اُمید ہے کہ محروم نہیں ہونگا۔ ۴۰ سال ہوئے کہ میں عیسائی ہوا تھا اور تب سے میں برابر اپنی کلیسیا کا مستعد ممبر رہا ہوں۔ تم تو جاہلانہ گفتگو کرتی ہو۔

بیوی:- آپ نے فرمایا ہے کہ آپ بائبل کو مانتے ہیں؟

میاں:- ہاں میں مانتا ہوں۔ تم اس کے الٹ تو مجھ سے کہلوا نہیں سکتیں۔ میرا اس پر پورا ایمان ہے لیکن ایسے آوارہ منادوں پر میرا اعتقاد نہیں ہے۔

بیوی:- منادوں کا ذکر فی الحال چھوڑ دیں۔ بائبل کی بابت گفتگو کریں۔ مکاشفہ ۲۱:۸ میں لکھا ہے کہ "تمام جھوٹوں کا حصہ اُس جھیل میں ہوگا جو آگ اور گندھک سے جلتی ہے۔" آپ اسکو مانتے ہیں؟

میاں:- ہاں ہاں لیکن میں جھوٹا تو نہیں ہوں۔

بیوی:- لیکن اگر بائبل ہی آپ کو جھوٹا کہہ دے تو؟ ذرا یوحنا ۳:۱۵ کو دیکھیں "کسی خونی میں حیات ابدی نہیں رہتی۔"

میاں:- کیا تمہارا مطلب ہے کہ میں خونی ہوں؟ اگر تم اُن مقدسوں سے ملنا بند نہ کرو گی تو میرا خیال ہے مجھے تم کو پاگلخانہ بھیجنا پڑے گا۔

بیوی:- سنئے بائبل کیا کہتی ہے جو کچھ ہم نے پڑھا ہے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹے اور خونی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک ایسی سچائی ہے جو بائبل سے صاف طور پر ظاہر کی جاتی ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ آپ خدا کو پیار کرتے ہیں۔

میاں:- کیوں نہیں۔ میں خدا کو اپنے سارے دل سے پیار کرتا ہوں۔

بیوی:- آپ کہتے ہیں کہ آپ مسٹر سمتھ سے نفرت رکھتے ہیں۔

میاں:- کون ایسے شخص سے نفرت نہ کرے گا اُس نے مجھ سے تین تین روپیہ ٹھگ لئے۔ لیکن جونہی مجھے کوئی موقع ملیگا۔ میں اُس سے رسائی کرونگا۔

بیوی:- میں ایک اور آیت پڑھتی ہوں۔ "اگر کوئی آدمی کہے کہ وہ خدا سے محبت رکھتا ہے" اور آپ کہتے ہیں کہ آپ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔

میاں:- ہاں میں محبت رکھتا ہوں۔

بیوی:- "اور اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے" اور آپ مسٹر سمتھ سے نفرت کرتے ہیں۔

میاں:- ہاں میں کرتا ہوں۔

بیوی:- "وہ جھوٹا ہے"۔

میاں:- لیکن لفظ "بھائی" سے کون مراد ہیں؟ مسٹر سمتھ میرا بھائی نہیں ہے۔

بیوی:- وہ اُسی کلیسیا کا ممبر ہے جس کے آپ ہیں۔ آپ دونوں کے نام ایک ہی رجسٹر میں درج ہیں۔ آپ دونوں کا ایک ہی پادری۔ پاسٹر۔ ایلڈر اور ایک ہی بشپ ہے۔ آپ کا پادری آپ کو بھی "بھائی" کہتا ہے اور اُس کو بھی۔ لیکن مجھے ماننا پڑتا ہے کہ ایک ہی کلیسیا کے ممبر ہونے سے ہم ایک دوسرے کے بھائی نہیں ہو سکتے۔ لفظ "بھائی" سے جو اس آیت میں مندرج ہے کل بنی آدم مراد ہیں۔ ہم سب کے سب حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ اور یوں گویا ایک خاندان کے ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کریں۔ اگر آپ مسٹر سمتھ کو دشمن بھی کہیں تو بھی آپ کو اُسے پیار کرنا چاہئے۔ "جو کوئی اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے خونی ہے۔" آپ مسٹر سمتھ سے نفرت رکھتے ہیں پس بائبل آپ کو خونی کہتی ہے اور کوئی خونی حیات ابدی کو نہ دیکھیگا۔ اور! میرے عزیز ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو درست کریں۔ مجھے ابھی تک نجات نہیں ملی۔ مگر میں اپنے پورے دل سے اس کی تلاش میں ہوں۔ میں آسمان کی بادشاہت کے بہت نزدیک معلوم ہوتی ہوں۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ جلدی یسوع میرا ہو جائیگا۔ اور یہ کیا ہی مبارک بات ہوگی۔ کیا ہی تسلی بخش بات ہوگی۔ اگر آج رات ہم اپنے بستر پر دُعا کے لئے جھکیں۔ اور معلوم کریں کہ پاک کلام میں کوئی آیت ایسی نہیں جو ہم پر فتوے لگاتی ہو۔ تمام دنیاوی چیزوں کی نسبت مجھے یہ حالت پسند ہے۔

ایک اور بات آپ نے کہی تھی جو مجھے بُری لگی۔ آپ نے کہا تھا کہ مسٹر سمتھ کمینہ ہے۔ اور کہ آپ بھی اُس کیساتھ کمینے بن جائینگے۔

میاں:- ہاں میں اب بھی کہتا ہوں کہ وہ کمینہ ہے۔ کیوں وہ کمینہ نہیں ہے؟ کیا اُس نے کمینی بات نہیں کی؟

بیوی:- ہاں میں مانتی ہوں کہ اُس نے غلطی کی۔ اور وہ کمینہ پن تھا۔

میاں:- اچھا تو اگر کوئی آدمی کمینہ کام کرے تو اُسے کمینہ

نہیں کہیں گے تو اور کیا؟ تمہاری ہی فلاسفی کے مطابق وہ کمینہ ہے تم نے کہا تھا کہ اگر کوئی گناہ کرے تو وہ گنہگار ہے۔ پس اگر کوئی کمینہ کام کرے تو وہ کمینہ ہے۔

بیوی:۔ لیکن آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ بھی اُس کے ساتھ کمینے نہ بنینگے۔ اس سے آپ کا مطلب ہے کہ اگر اُس کی گائیں آپ کے کھیت میں آ جائیں۔ تو آپ بھی اُن کو پکڑ کر باندھ لینگے۔ اور پھر اُس سے اتنا ہی ہرجانہ لینگے۔

میاں:۔ بے شک۔ بیشک۔ اور جتنی جلدی مجھے موقعہ ملیگا میں کرونگا۔

بیوی:۔ تو آپ بھی اُس کے برابر کمینے بنجائیں گے۔ جو کچھ اُس نے کیا آپ بھی اُس سے ویسا ہی سلوک کرینگے۔

میاں:۔ لیکن اس نے پہلے کمینہ پن دکھایا۔

بیوی:۔ جب کسی نے کوئی غلطی کی اور بعد میں دوسرا بھی اُس کے برخلاف ویسی ہی غلطی کرے تو بعد میں کرنیوالا اُس غلطی سے کسی طرح سے بری نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حوا نے منع کیا ہوا پھل پہلے کھایا۔ آدم کو بعد میں پھل کھانیکا عذر باقی نہیں۔ اُسے بھی گناہ کی سزا اُٹھانی پڑی۔ اور پھر آپ کہتے ہیں کہ آپ بھی اُس کے ساتھ کمینے بنینگے۔

میاں:۔ ہاں جونہی مجھے موقعہ ملیگا میں اپنا بدلہ لیلونگا۔

بیوی:۔ بائبل کے موافق ہی چلنا صرف زندگی کا سب عمدہ دستورالعمل ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو۔ اُسے روٹی دے۔ اگر پیاسا ہو اُسے پانی پلا۔ کیونکہ ایسا کرنیسے تو اُس کے سر پر آگ کے کوئیلوں کا ایک ڈھیر کریگا۔ بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ بدی پر نیکی سے غالب آ۔"

آپ مسٹر سمتھ سے برائی کرینگے۔ جس سے اس کا کینہ اور بھی بڑھ جائے گا۔ اور وہ آپ کو اور زیادہ نقصان پہونچانے کی جستجو میں رہیگا۔ اور پھر اپنی باری میں آپ بھی ایسا ہی کرینگے۔ یوں لگاتار آپ دونوں کی دشمنی بڑھتی جائیگی اور ایک دوسرے کا نقصان کرتے چلے جائینگے۔ چاہیے کہ آپ مسٹر سمتھ کو معاف کر دیں۔ مہربانی اور محبت کا برتاؤ اُس سے شروع کریں نیکی کریں اور وہ از خود اپنی کرنی سے شرمندہ ہوگا۔ اور ضرور آپ سے معافی کا خواستگار ہوگا۔ تب آپ کی اور اُس کی رسائی ہو جاوے گی۔ صرف بائبل کا طریق ہی درست طریق ہے۔ لیکن رات بہت گزر گئی ہے اور مجھے سونا چاہیے کیونکہ میں نے کل کی میٹنگ میں بھی جانا ہے۔ کل میں چاہتی ہوں کہ آپ کو بتاؤں کہ اُس مناد نے توبہ کے بارے میں کیا کچھ کہا تھا۔ گڈ نائٹ

میاں:۔ گڈ نائٹ (پھر اپنے آپ ہی) میری بیوی درحقیقت نیک عورت معلوم دیتی ہے۔ مجھے اس سے انکار نہیں ہو سکتا اور پھر یقین ہے کہ حق کی تلاش میں وہ سچائی کے زیادہ نزدیک ہے۔ لیکن اُن مقدسوں کی تقلید تو مجھ سے کی نہ جائیگی۔ میں اس قسم کا بزدل نہیں کہ اپنے عقیدہ کو چھوڑ اُن کے پیچھے چلوں لیکن وہ آیتیں جن میں خونی اور جھوٹے کا ذکر ہے۔ عجیب ہیں۔ اور میں تو چالیس سال سے اس کلیسیا کا ممبر ہوں مجھے کیا پرواہ ہے۔ نہیں نہیں میں اُن کی تقلید نہیں کرونگا۔

قومی ترقی

اگر یہ دریافت کیا جائے کہ مسیحی مذہب کا اثر ہندوستان پر کیا ہے تو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ اُس کا نمایاں اثر تو مسیحیوں کی تعدادی ترقی ہے۔ ہندوستان میں مسیحی خدمت کی باقاعدہ تیز قدمی قریباً گذشتہ نصف صدی سے شروع رہی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۵۰ء سے پیشتر مشن کے بہت تھوڑے انتظام اس ملک میں موجود تھے۔ سنہ ۱۸۵۲ء میں فقط ایک لاکھ اٹھائیس ہزار دیسی مسیحی ہندوستان برہما اور سیلون میں تھے۔ سنہ ۱۸۶۲ء میں یہ تعداد دو لاکھ اور اس کے دس سال بعد تین لاکھ سے زیادہ تھی۔ ۱۸۷۸ء میں چار لاکھ ۹۰ ہزار دیسی پراٹسٹنٹ مسیحی اس ملک میں تھے۔ سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں اُن کی تعداد سوا پانچ لاکھ سے بھی بڑھ گئی تھی۔ اور سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری میں یہ تعداد قریب ۲۳ لاکھ تک پہونچ گئی اور سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق اب ہندوستان میں انتیس کروڑ تئیس لاکھ ۹۴۳ مسیحی ہیں یعنی سنہ ۱۸۹۱ء کی ے تخمینہ شدہ تعداد سے چھ کروڑ اٹھتیس لاکھ ۹۷۶ زیادہ۔ اس تعداد میں ۱۲ کروڑ ۷۰ لاکھ ۹۴ رومن کیتھولک اور باقی پراٹسٹنٹ سیرین۔ اور دیگر مختلف فرقوں کے مسیحی ہیں قومیت کے لحاظ سے ہندوستانی مسیحی چھبیس کروڑ چونسٹھ لاکھ ۳۰۵۹ ہیں۔ اور باقی ۲ کروڑ اٹھاون لاکھ ۹۰ یورپین اور یوریشین ہیں۔

اس ترقی کی نسبت عموماً بطور طنز یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فقط ادنیٰ درجہ کی اقوام میں ہوئی ہے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے۔ اگر ادنےٰ اقوام نے بڑے فرقوں کے مقابلہ میں زیادہ ترقی کی ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہندوستان میں اعلیٰ ذات کے لوگوں پر مسیحی مذہب کا کچھ اثر نہیں ہم بہت سے لایق فایق اور قابل عالموں کے نام پیش کر سکتے ہیں جو اپنی جگہ پر فخر قوم ہیں۔ مگر ہمارا اس پر کچھ دارومدار نہیں ہے مسیحی مذہب کی خوبی یہی ہے کہ اُس نے حقیر اور غریب لوگوں کو اپنے احاطہ میں شامل کر کے اعلیٰ ذات کے لوگوں کے ساتھ اخلاقی۔ تمدنی اور عقلی پایہ پر سرفراز کیا ہے۔ انجیل کے جھنڈے کے نیچے ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ جمع ہو رہے ہیں اور یہ مجمع آخرالامر ایک بڑی قوم کا مرکز بنیگا۔ اس مختلف اجناس کے ذخیرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ آیندہ مسیحی کلیسیا کے لئے طاقت کا باعث ہونگی۔ نو مریدی مسیحی ایک ہی قدم میں صدیوں کی قید سے نکلکر آزادی کا دم بھرنے

ے حال کی مردم شماری نے اس تعداد میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔



سکتا ہے۔ عقد بیوگان یا صغر سنی کی شادی کے انسداد کے لئے کوشش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس گراہی پست حالت پر نوحہ وزاری اور قومی مرثیے یا رقت آمیز الفاظ درکار نہیں۔ جب وہ مسیحی ہونے پر کمربستہ ہو جاتا ہے تو عوام کی طعن و تشنیع سہہ سہہ کر اس کی سیرت اور صورت میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

اس تعدادی ترقی کے ساتھ مسیحیوں نے علمی اور عقلی ترقی بھی کی ہے۔ مشنری خدمات کا ایک بڑا اور اعلےٰ جزو تعلیم ہے اور مسیحیوں نے اس میں بہت بہت بڑھ کر ترقی کی ہے۔ اگرچہ ہمارے جوانوں کے مقابلہ میں دیگر اقوام کے افراد یونیورسٹی کے امتحانات میں زیادہ داخل ہوتے ہیں۔ مگر تعلیم نسواں میں ہندوستان کی کوئی دوسری قوم ہماری ہم پلہ نہیں ہے۔ بلکہ دیگر ممالک کے مدبرین بھی ہندوستانی مسیحی مستورات کی تعلیمی ترقی کے ثناخواں ہیں گویا ہماری جماعت ایک نئے اور اعلےٰ طرز کی عورتیں ہندوستان میں پیدا کر رہی ہیں۔

ہندوستانی مسیحیوں کی اخلاقی حالت کس پایہ پر ہے؟ عوام ہم پر طعن کرتے ہیں کہ ہم نے بہت سی برائیاں سیکھ لی ہیں۔ بے شک اوائل میں اس طعن میں کسی قدر راستی تھی۔ مگر موجودہ پشت نے اپنے حسن اخلاق کے باعث عوام سے تعریف حاصل کی ہے۔

ہندوستانی مسیحیوں کی تمدنی حالت بھی اُمّید افزا ہے؛ ذات پات کا ہم میں کوئی بندھن نہیں۔ مگر مختلف عادات اور رسومات کے پابند لوگوں کو ایک ہی قانون کے قید میں لانا کوئی سہل معاملہ نہیں ہے یعنی ایسی بوقلموں جماعت میں بعض قباحتوں کا موجود ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ مختلف مذاہب اور مختلف طبائع کے اشخاص کا مل کر یک رنگ ہو جانا محال ہے۔

باقی دارد

ملاقات

آجکل کے انگریزی خوانوں کی

جوزف:۔ ویل مسٹر نجمن گڈ مورننگ۔ اے ہیپی نیو ایر

نجمن:۔ سیم ٹو یو۔ ہاؤ آر یو۔

جوزف:۔ کوائٹ ول تھینک یو۔

نجمن:۔ میں کل آپ کو ریسیو کرنے اسٹیشن پر نائن اپ ٹرین کے ٹائم پر گیا تھا۔ ٹرین بھی ایسی لیٹ آئی کہ تھری پی ایم تک مجھے ویٹ کرنا پڑا اگر آپ نہ آئے۔

جوزف:۔ آئی ایم ویری سوری میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔ کلکتہ میل جس میں میں آیا ایسی لیٹ آئی کہ کراچی میل پہلے ہی روانہ ہو گئی۔ اس لئے لاہور میں جرنی بریک کرنا پڑا۔

نجمن:۔ لاہور کہاں ٹھہرے تھے۔

جوزف:۔ اسٹیشن سے پورٹر کو بیڈ ٹرنک دے کر ہم نے اُسے کہا کہ مال روڈ کے پرے ایک لال بنگلو ہے۔ اس کے اوپوزٹ اے سی ایڈ کو کا ہوٹل ہے۔ وہاں لے چلے۔ ابھی اسٹیشن سے میں فورسٹیپ ہی نکلا ہونگا کہ انکل مل گئے۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے۔ وہر ڈو یو کم فروم۔ اینڈ وہر آر یو گوئنگ؟ اور ٹے جو دو کرچین انہوں نے کر دیئے۔ میں حیران کہ کیا انسر دوں۔ میں تو اُن سے ملنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ مگر یہ عجیب چانس ہوا۔ مجھے کہنا ہی پڑا کہ نو ویر ہاؤس۔

نجمن:۔ شیم شیم۔ ایسا جھوٹ۔ صرف یہ کہدیتے کہ ابھی ٹرین سے اُترا ہوں۔

جوزف:۔ نو مسٹر۔ ایسا جھوٹ سن نہیں ہوتا۔ اُس کا نام آجکل سولیزیشن میں پالیسی ہے۔

نجمن:۔ پالیسی ہیپوکریسی کو کہتے ہیں۔ ہارٹ میں کچھ اور ٹنگ پر کچھ۔

جوزف:۔ مشنری پالیسی۔ گورنمنٹ پالیسی کیا یہ سب ہیپوکریسی ہے۔

نجمن:۔ اگر ہارٹ میں کوئی اور بات ہے۔ اور ورڈ سے دوسرا سبجکٹ آوٹ ہوتا ہے تو میں اس کو مکاری کہونگا۔ خواہ کوئی پالیسی ہو۔

جوزف:۔ ان دیس دے یو کینوٹ سروان سو پائز ورلڈ تم نیگروں میں چلے جاؤ۔

نجمن:۔ میں کرسچن ہوں میرے فادر کے ایک فرنڈ سول سرجن ٹرو کرسچن ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سو پالیسی مکاری ہے۔ مکاری سن ہے۔

جوزف:۔ اف پالیسی ہیز سو مینگ۔ دین مشنری پالیسی کے کیا معنے۔

نجمن:۔ آئی ڈونٹ نو۔ پالیسی کے معنے ہارٹ ہیپوکریسی آیڈیا۔ میرے خیال میں مشنری مینگ مشن ورک۔ گورنمنٹ پالیسی گورنمنٹ ورک۔ لیکن جو مطلب تمہارے جیسے نیرو مائنڈڈ لوگوں نے سمجھ لئے ہیں وہ بہت بیڈ ہیں۔

جوزف:۔ یو ٹیمس جین۔ آئی تھنک یو بیور کرسچن پادری بنوگے۔

نجمن:۔ وِش از اے مورل تھنک۔ اس میں پا کرسچن کی بات نہیں۔ کرسچن لائف کا سٹنڈرڈ مورل کریکٹر سے بہت ہائی ہے۔

جوزف:۔ مسٹر بین خوب دیا کروگے۔ اچھا مورل کرکٹر اور کرسچن کرکٹر میں کیا ڈفرنس ہے؟

نجمن:۔ میں کوئی پریچر یا ریورنڈ تو نہیں وہ سامنے ہمارے بزرگ ماسٹر کھڑے ہیں۔ چلو اُن سے پوچھیں۔

جوزف:۔ ویری ول۔ کم اون۔

نجمن:۔ ماسٹر صاحب۔ کیا مورل کرکٹر اور کرسچن لائف میں کچھ ڈفرنس نہیں ہے؟

ماسٹر۔ تم آدمیوں کی طرح بات تو کرو کیا زبان کا ستیاناس

کر دیا ہے۔ ہم کبھی کوئی ضروری لفظ انگریزی کا بول لیا۔ اس طرح عام بول چال میں زبردستی انگریزی گھسیڑ دینی بہت نامناسب ہے اس فقرہ کو تم صاف نہیں بول سکتے کہ

اخلاقی زندگی اور مسیحی زندگی میں کیا فرق ہے۔

نیجمن :- اچھا ماسٹر صاحب پارڈن می۔ آپ ہم کو ان دونوں لائف کا ڈفرنس بتاویں۔

ماسٹر :- پھر وہی بات۔ تم نے کیسی زبان اپنی بگاڑ لی ہو اچھا خیر۔ بغیر ضرورت کے انگریزی لفظ ہرگز استعمال مت کیا کرو۔ سنو۔

اخلاقی زندگی عقل اور علم کا نتیجہ ہے۔ جیسی عقل کہ علم سے روشنی ہیگی۔ ویسے ہی اُنکے اخلاق ہونگے لیکن مسیحی زندگی نور اور محبت سے واسطہ رکھتی ہو۔ مسیحی زندگی الٰہی زندگی ہے اس کا واسطہ براہ راست خدا سے ہے۔ اخلاقی زندگی کا واسطہ دنیا کے استادوں اور ہادیوں سے ہے۔ مثلاً ایک اخلاق یہ ہو کہ دروغ مصلحت آمیز بہ کہ راستی فتنہ انگیز اس کا نام آجکل پالیسی ہے۔ لیکن مسیحی زندگی یہ ہے کہ ہم راستی کے واسطے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ مگر راستی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ مسیحی زندگی یہ ہو کہ تم کامل بنو جیسا خدا کامل ہے۔ تم اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ مگر دوسری طرف یہ اخلاق ہے کہ اپنے ہم مذہبوں کو پیار کرو۔ اور غیروں کو گالیاں دو۔ شاید تم خیال کرو گے کہ میں مبالغہ سے بات کرتا ہوں۔ اس کا ثبوت روز دیکھنے میں آتا ہے ٹرکی اور اٹلی کا جو جنگ ہو رہا ہے یہ ایک ملکی لڑائی ہو جیسے جاپان اور روس میں تھی۔ مگر محمدی برادران اس پر مذہبی رنگ چڑھا کر محمدی اخلاق سے کام لے رہے ہیں۔ طرابلس اور ٹریپولی میں تو جہاد جہاد کی پکار ہو رہی ہو ہمارے ہندوستانی مسلمان بھائیوں نے گورنمنٹ کو یقین دلا دیا ہوا ہے کہ اسلام میں جہاد نہیں۔ اسی کا نام پالیسی ہو۔ یہ بھی ایک اخلاق ہو کہ ضرورت کے وقت دروغ مصلحت پر عملدرآمد کرنا۔ مگر ہندوستان میں خاصکر پنجاب میں اسلامی غیرت کے سبب قلمی جہاد شروع کر دیا ہے۔ اگر اخبار زمیندار روزانہ۔ اخبار وطن روزانہ پیسہ اخبار روزانہ دیکھا جاوے۔ اور تم دیکھتے بھی ہوگے۔ کونسی گالی یا بدزبانی یا لعنت ہے جو ان مسلمانوں نے اٹلی کے مسیحیوں کو عطا نہیں فرمائی۔ اخبار زمیندار کا تو یہی کام ہی ہے کہ مسیحیوں کو گالیاں دے کر نیکی کماوے۔ یہ لوگ اخباروں کے ایڈیٹر ہیں علی گڈھ کالج کے خاص شستہ اسلامی اخلاق کے پروردہ ہیں بی۔ اے ہیں گریجوایٹ ہیں۔ یہ ہے اخلاقی زندگی۔ مگر ان کے جواب میں کسی مسیحی اخبار نے بھی ایک لفظ کسی دشمن کے خلاف کہا ہے؟ ہمارا اخلاق یہی اخلاق ہے۔ خدا اپنے سورج کو نیکوں اور بدوں پر چمکاتا ہے۔ ہمارا استاد گالیاں کھا کر گالیاں نہ دیتا تھا۔ تم نے دیکھا کہ مسلمانوں نے مسیحی زندگی کی نقل اتارنی چاہی کہ جس طرح یورپ کے لوگوں نے جنگ کے زخمیوں کی مدد کے واسطے خواہ وہ دشمن کے ہوں یا دوست کے ریڈ کراس سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔

ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے ہلال احمر سوسائٹی بنائی۔ اسلام میں کبھی ایسی باتیں نہ ہوئیں۔ نہ ہو سکتی ہیں۔ اس نے یورپ نے اس سوسائٹی کو منظور نہیں کیا۔ ریڈ کراس والے مسیحی ہیں۔ وہ جیسے مسیحی زخمی کی خدمت کرینگے ویسے ایک محمدی زخمی کی۔ مگر یہ محمدی صاحبان گھر بیٹھے ہزار ہزار لعنت اٹلی پر بھیجتے ہیں۔ وہ ان کے زخمیوں کی کیا خبر لینگے۔ میں پھر بھی کہوں گا کہ مسیحی زندگی الٰہی زندگی ہے۔ اس کا معراج بہت اعلیٰ ہے پھر کسی وقت ملوگے تو بیان کرونگا۔ اس وقت مجھے کام ہے اور جانا ہے۔ یہ یاد رکھنا کہ لڑائی ملکی ہے۔ مذہب کا اس میں کوئی واسطہ نہیں۔ سلام

جوزف و نیجمن :- تھینک یو ویری مچ ماسٹر صاحب گڈ بائی۔

راقم واعظ۔

مجلس ایران کا خط امیر صاحب کو جلال آباد میں پہونچا اس میں ہمدردانہ امداد کی التجا درج تھی۔

شعر و سخن

غزل

نہ ہوگی اب نہیں الفت کسی محبوب و دلبر سے
لگی ہے جبکہ لو دل میں پیارے نام اطہر سے
تمنا جبکہ ہے دل کی فدا ہو جان عیسیٰ پہ
تو کیا ڈر ہے کوئی کر دے جدا تن کو میرے سر سے
عجب حیرت اثر تیرا کلام حق میں دیکھا ہے
گئے ہیں موم وہ دل تھے جو پہلے سخت پتھر سے
مجھے امید بخشش ہو شہا سرکار سے تیری
کہ خالی ہاتھ لوٹا ہے نہیں کوئی تیرے در سے
مرادیں دل کی برآئیں اگر دیدار ہو حاصل
تڑپتے ہیں جدائی میں مسیحا تیری مضطر سے
کرو شوکت دعا دن وہ مبارک جلد تر آوے
ثنائے ابن یزداں کا اٹھے نعرہ جو گھر گھر سے

الراقم گوپی چند شوکت۔ موضع جنی ضلع میرٹھ۔

کلکتہ میں حضور شہنشاہ معظم جارج پنجم دام اقبالہ کی تشریف آوری کے ایام میں گیارہ اشخاص جن میں دو یورپین بھی شامل تھے گرفتار کئے گئے اور حوالات میں رکھے گئے۔ ان پر الزام یہ تھا کہ وہ باوجود روکے جانے کے حضور شاہ قیصر کی طرف بھاگے۔ یا گورنمنٹ ہاؤس میں عرضداشتیں لیکر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اب خبر آئی ہے کہ وہ سب اشخاص پولیس کمشنر بہادر کے حکم سے رہا کئے گئے ہیں۔

تقسیم بنگالہ کی اصلاح کی خوشی میں تجویز ہے کہ کلکتہ میں لارڈ ہارڈنگ کا بت یادگار قائم کیا جاوے۔

مضامین

نیند

گزشتہ سے پیوستہ

دن اور رات کی لمبائی جو کہ قدرت نے کام اور آرام کے لئے مقرر کی ہے۔ آب وہوا اور سردی گرمی کے اثرات کے بموجب خدا نے ایسی جانچ اور دیکھ بھال کر رکھی ہے کہ اگر انسان ذرا چشم وا سے اس کا مطالعہ کرے تو اس پر تمام اسرار کھلجاتے ہیں۔

مثلاً گرم ملکوں میں جہاں پر سورج کے غروب ہونے کے بعد اٹھنے والے بخارات انسان کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اندھیرا بہت جلد ہوجاتا ہے۔ جبکہ سرد اور معتدل علاقوں میں شام شفق کی زردی زیادہ عرصہ تک رہتی ہے اور اس عرصہ میں انسان جہاں چاہے چکر لگا سکتا ہے۔

ہماری تہذیب اپنے جلو میں بہت سی مصنوعی باتیں لے ہوئے ہے۔ اور ہم اب قدرت کے اسباق کی چنداں پرواہ نہیں کرتے۔ ہم تیل گیس اور بجلی کے لیمپوں سے رات کو دن بنا لیتے ہیں۔ ہماری سوشل ضرورتوں نے ہمارے کھانے کے اوقات اندھیرا ہو جانے سے بعد مقرر کر دیئے ہیں۔ اور ہمارے شہروں کے رہنے والے بہت کم صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا کا لطف اٹھاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہم ایسی گہری نیند نہیں سوتے جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد سوتے تھے۔ بے خوابی قدرت کے قوانین کو توڑنے کا ایک لازمی نتیجہ بن رہی ہے۔

(باقی آیندہ)

انتخاب الاخبارات

برہما کی عورتیں

{برہما کی عورتیں بھی یورپین عورتوں کی مانند آزاد ہیں۔}

بلکہ اُن سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ اُن کی شادی غمی کی رسمیں بہت ہی مختصر اور سادہ ہیں۔ وہ جوان ہونے پر بالکل آزاد ہوتی ہیں۔ اُس وقت جس شخص سے چاہیں شادی کر سکتی ہیں۔ چاہے وہ شخص مسلمان ہو یا ہندو۔ بودھ ہو یا پارسی انگریز ہو یا حبشی حتیٰ کہ کسی ہی مذہب کا ہو کیونکہ اُن کے ہاں مذہب کی کوئی قید نہیں ہے اور نہ ہی جوان یا بڑے کی شناخت ہو۔ وہ عورتیں صرف یہ دیکھ لیتی ہیں کہ اُن کی زندگی کس کے ساتھ آرام سے گزریگی۔ جوان عورت کبھی تنگدست جوان آدمی کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش نہیں کرے گی۔ اگر ایک دولتمند ضعیف عمر کا بڈھا بھی مل جاوے تو اُس کو خوشی سے قبول کرے گی۔ شادی کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو وہ اُس پاس چلا جاوے اور اُس کے ساتھ باتیں کر کے اُس کی خوبصورتی کی تعریف اُس کے روبرو کرے۔ اسی طرح اور بھی کئی رسمیں عجیب قسم کی ہوتی ہیں۔

شہنشاہ معظم کی برکت

{کلکتہ کے ایک اخبار نے}

دربار دہلی کی شاہی ملاقاتوں سے متعلق ایک ایسی خبر ظاہر کی ہے جو کسی دوسرے اخبار میں نظر سے نہیں گزری۔ لیکن دلچسپی میں بے نظیر ہے۔ اور نہایت معنی خیز ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ دہلی میں بنگالہ کے ایک نامور رئیس نے شہنشاہ معظم سے نیاز حاصل کی دوران گفتگو سے شرقیہ میں حضور ممدوح الشان نے کہا کہ ہم اس سے پہلے ہندوستان میں آئے تھے تو دیکھا تھا کہ ہماری برٹش رعایا میں باہم اصل محبت نہیں ہے۔ اس مرتبہ ہم دکھا دینگے کہ ہمارے نزدیک ہندی رعایا اور برٹش رعایا میں کچھ فرق نہیں ہے۔ یہی مقصد پورا کرنے کے لئے ہم ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ قربانت شوم اگر صحیح ہے تو آپ زر سے لکھکر لوح دل پر منقش رکھنے کے قابل حضور کا یہ بیان ہو۔ زہے نصیب (اخبار عام)

چین میں انقلاب

{چین میں انقلاب کی خرابی ضرور رنگ لائے گی حکومت}

کا فیصلہ ہانکو کی کنفرنس میں طے پایا۔ شہنشاہ چین دست برداری پر تیار ہیں اور خاندان منچو کا خاتمہ یقینی معلوم ہوتا ہے۔ پیکن میں شاہزادگان منچو نے کمیٹی کرکے منظور کیا ہو کہ طرز حکومت کا فیصلہ بذریعہ ایک خاص کنفرنس کے کیا جائے جس میں ہر ایک صوبہ کے تین تین قائمقام ہونگے۔ نصف انقلاب پسند منتخب کرینگے نصف گورنمنٹ کی طرف سے ہونگے۔ لیکن انقلاب پسندوں نے عارضی مصالحت کی میعاد ختم ہونے پر سلسلہ جنگ پھر شروع کر دیا ہے۔ ٹوان فانگ جو کہ ہوانگ ہو کا سابق ڈائرکٹر جنرل تھا۔ اور جس کی نسبت خبر تھی کہ سپاہیوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے قلی کے بھیس میں پیکن پہونچا ہے۔ اُس نے سپاہیوں کو رشوت دی جنہوں نے مشہور کیا کہ اُسکو مار ڈالا ہے۔ سپاہیوں نے ایک سور کاٹ ڈالا اُسی کی خون آلود تلوار دکھا کر یقین دلایا تھا کہ ٹوان فانگ کا خون تھا۔

(ا)

موراکو

{موراکو کے علاقہ میلیہ میں مقامی اقوام نے سپین کے خلاف سخت جوش کی}

نمائش کی خونخوار لڑائیاں کی گئیں۔ جن میں سپین

کی فوجوں نے بھی سخت نقصان اُٹھایا۔ اقوام کا ہجوم زوروں پر ہے۔ انہوں نے ۲۰ ہزار کی مزید کمک حاصل کی۔ سپین نے تمام فالتو فوجوں کی روانگی کا حکم دیا ہے۔ مراکو فرانس کے زیر سایہ ہے اور علاقہ ملیلہ سپین کی مداخلت گوارا نہیں کرتا ہے۔ پرتگال کے جمہور نے لزبن ریپورٹو کے کیتھولک مت پادریوں کو نوٹس دیا ہے کہ کم سے کم دو سال کے لئے ملک سے نکل جائیں۔ تاکہ مذہبی جوش بھڑکنے نہ پائے۔ لیکن انہوں نے انکار کیا ہے۔ اور پریسیڈنٹ کو لکھا ہے کہ اپنے نوٹس کو واپس لیں۔ ورنہ کیتھولک آبادی مشتعل ہو گی۔ اس سے مجیدہ پیچیدگی کا خوف غالب ہے۔ ٹرکی میں بھی پارلیمنٹ کی مشکلات درپیش ہیں۔ لیکن امید ہے کہ وہ حوالت نہ بگڑیگی۔ مصر میں لارڈ کچنر نے قومی پارٹی کا جوش بے طرح مغلوب کیا ہے۔ اس کے حالات دلچسپ ہیں۔ جنگ ٹریپولی کا سلسلہ جاری ہے۔ ایران میں معزول شاہ کے بھائی نے پھر قسمت آزمائی شروع کر دی۔ لیکن فضول۔ (د)

زندگی کے دن فضول مت گنواؤ

اُدھر تماشائی بازار سے گزرتا ہے تو کسی جگہ پر چند آدمیوں کو چوپٹ کسی کو شطرنج کھیلتے دیکھتا ہے۔ کوئی تاش کی بازی لگا کر صبح سے بیٹھے ہیں۔ بڑے آدمی تو زندگی کے ایک لمحہ کو فضول کھونا بڑا نقصان سمجھتے تھے۔ مگر ان کی طرف دیکھئے کہ جن کو دین و دنیا دونوں کا فکر نہیں۔ وقت جیسی قیمتی چیز انسانی زندگی جیسا بیش قیمت تحفہ مفت میں نثار ہے۔ یہ کھیلیں اُس وقت کھیلی جا سکتی ہیں جبکہ وقت فضول گنوانا منظور ہو۔ مگر یاد رکھو کہ دنیا میں کوئی ایسی بیش قیمت چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وقت۔ اس کو ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ بے قدری کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ گھنٹوں گپ شپ اُڑاتے ہیں اور کھیل کود اور بے ہودہ اشغال میں صرف ہونے کو محض وقت کا ضایع کرنا کہتے ہیں۔ گو کہ یہ مقولہ عام ہے کہ

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

تاہم اس پر توجہ نہیں کی جاتی۔ زمانہ کی رفتار ایسی تیز ہے کہ ہر لحظہ بدلا کرتا ہے۔ اور یوں وقت گذر جاتا ہے۔ وقت کی روانی کو کوئی تیز سا تیز رفتار انجن بھی نہیں پا سکتا ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ وقت ایسی جلدی گذر جاتا ہے۔ تو اُس کا کھونا خلاف مصلحت ہے۔ اکثر لوگ وقت کی پابندی کا خیال بہت کم رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وقت کا بہت سا حصہ ضایع اور برباد ہوتا ہے۔ ہماری عمر کا حصہ وقت پر منقسم ہے۔ وقت کو کھونا گویا عمر کے حصہ کو کھونا ہے اور زندگی کو بیکار کرنا ہو۔ بہر حال وقت کی قدر کرنا ہر شخص کو واجب و لازم ہے۔ (رشانتی)

امریکہ کے متمول

امریکہ کے متمول لوگوں نے گذشتہ سال میں مندرجہ ذیل رقومات مختلف کاموں کے لئے خیرات میں دی ہیں جو بحصر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے اپنے اشاعت مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء میں درج کئے ہیں۔

(۱) اینڈریو کارنیگی صاحب نے تعلیم کیلئے اسی لاکھ پونڈ خیرات میں دیئے۔ (۲) فریڈرک ہیوٹ صاحب نے شفاخانوں کے لئے ۸۰ لاکھ پونڈ دیئے (۳) جوزف پولٹزر نے میوزک اور آرٹ کے لئے ۲۰ لاکھ پونڈ دیئے (۴) جے ڈی راک فیلر صاحب نے تعلیم اور میڈیکل کاموں کے لئے ۲۰ لاکھ پونڈ دیئے۔ (۵) جمیس پھپن صاحب نے ٹیوبر کلوسز کی بیماری کے لئے ۴ لاکھ پونڈ دیئے (۶) میکائیل ڈاٹمنشائن صاحب نے ہسپتالوں کیلئے ۴ لاکھ پونڈ دیئے (۷) جان برک صاحب نے مصیبت زدوں کیلئے ۴ لاکھ پونڈ دیئے۔ (۸) ہنری بیکر صاحب نے اسائلیس اور کالجوں کے لئے ۴ لاکھ پونڈ دیئے (۹) مسز رائن لینڈر کنگ صاحبہ نے سخاوتی کاموں کیلئے ۳ لاکھ پونڈ دیئے (۱۰) اور جیکب شِف صاحب آر اے لانگ صاحب۔ اڈوِن اے ایبے صاحب۔ آر مرانڈ کو صاحب۔ ارنسٹ ڈینیس مور صاحب۔ گسٹب ہیزبرگر صاحب مسز ایم۔ سی۔ سی ولسن صاحبہ اور مارٹن پلینٹ صاحب ہر ایک نے دو دو لاکھ پونڈ دیئے

رسید زر

ڈاکٹر اے جے ندیا اللہ سنہ ۱۹۱۲ء ؎ سپرنٹنڈنٹ گڈ سمیرٹن ہسپتال سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسز جے انیل سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر غلام مسیح سنہ ۱۹۱۲ء ؎ ڈاکٹر ڈی این پی دتا سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری جے اے الکذنڈر سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پنڈت لچھمنداس سنہ ۱۹۱۲ء ؎ سپرنٹنڈنٹ ایونس سکول سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری ٹی آر گارڈن سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مینیجر شن لٹیڈنگ روم دسا سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر بینی پرشاد سنہ ۱۹۱۲ء ؎ بابو دیدار سنگھ سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری پی مین سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری ولیم ونگلی سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر ملی میکلین سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر ایس وروو سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پرنسپل سی۔ ایم سکول دا سنہ ۱۹۱۲ء ؎ لائبریری بیرنگ سکول سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری آر۔ ایف جونس سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری امیرگاں سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مس اے ایل ایکن سنہ ۱۹۱۲ء ؎ بابو لعل سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری ڈاکٹر ولیم ہنٹلی سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مس ایم بی فریز سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری اے ایل ہیلسو سنہ ۱۹۱۲ء ؎ ڈاکٹر کرم سنہ ۱۹۱۲ء ؎ آر گوپال سکرار سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر گنگا بخش رزدان سنہ ۱۹۱۲ء ؎ سپرنٹنڈنٹ سی۔ بی پی سکول ون سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری دیو ملی رام سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر ایم ڈی امرسن سنہ ۱۹۱۲ء ؎ بابو شنبھو سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر الفرڈ ملی سنگھ سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مسٹر ٹی ایم لازرس سنہ ۱۹۱۲ء ؎ بابو لعل رام سنہ ۱۹۱۲ء ؎ بابو دیدا سنگھ داسے ڈوا سنہ ۱۹۱۲ء ؎ پادری ڈاکٹر ہیمین سنہ ۱۹۱۲ء ؎ مس الکذنڈر اشتہار ؎ پادری اے پی نیوٹن اشتہار ؎ مسٹر ای براؤن اشتہار ؎ پرنسپل بیرنگ سکول اشتہار ؎ مسٹر جیون مل اشتہار ؎ پادری یعقوب مسیح اشتہار ؎

انجیلِ برنباس

من تصنیف عبد الاحد از کاٹرہ۔

کئی سال ہوئے کہ مشہور جعلی انجیلِ برنباس کا ترجمہ جو ۲۰۰ برس کے عرصے تک غائب ہوگئی۔ پادری نیگسن صاحب کی کوشش سے جرمن کے ایک کتب خانہ میں پائی گئی۔ اس کتاب کے حالات اِس چھوٹے رسالہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ قیمت ۲ر +

مسیح کی تعلیم

من تصنیف ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ رابرٹسن صاحب

جسکو ڈاکٹر ڈبلیو۔ ہنٹلی صاحب نے ترجمہ کیا۔ فارسی اردو اور رومن میں بھی چھاپی گئی۔ قیمت ۴ر۔ اُردو ۸ر اور ۱۲ر +

یہہ کتاب نہایت ضروری ہی۔ ہر ایک مسیحی کو چاہئے کہ اس کا مطالعہ کرے۔ مسیح کی تعلیم کی اونچائی اور گہرائی کا ظہور ہی +

دائی گری

من تصنیف ڈاکٹر ایڈتھ براؤن صاحبہ ساکن لودہیانہ

رومن اُردو عا۔ فارسی اُردو عہ +

یہہ کتاب میڈیکل سکولوں اور ہسپتالوں میں ٹیکسٹ بک کے طور پر استعمال کی جاتی ہی۔ ہر ایک گھر میں اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہی اسلئے ہر ایک خاندان میں اس کی ایک جلد ہونی چاہئے +

ہدایت تیمار داراں

یہہ کتاب اس نیت سے تصنیف کی گئی کہ ہسپتال کے ملازموں کے لئے مددی جاوے۔ لہذا وہ ہر ایک ہسپتال اور میڈیکل سکول کے لئے سندی کتاب ہی۔ ہر ایک گھرانے میں ایسی کتاب فائدہ سے خالی نہیں رومن اُردو قیمت عہ +

خاندانی فرائض

۱۲۰ صفحے۔ قیمت اردو ۴ر ۸ر و ۱۲ر رومن ۸ر

اگر لوگ اپنے اپنے گھر کا انتظام اِس کتاب کی ہدایت کے مطابق بناویں تو زندگی کی خوشی اور مبارکبادی بہت ترقی پذیر ہوجاویگی + آخری بات کی ہدایت اس مضموں پر کہ ہر ایک آدمی اپنے گھر یعنی رہائش کا گھر رکھے اور کسطرح پاوے؟ کتاب کی قیمت صدہا گنا قیمتی ہی +

کتابوں کی فہرست مُفت بھیجی جاتی ہی

یہہ کتابیں کرسچن بُک سٹور لودیانہ معرفت پادری ای۔ ایم ویری صاحب آنریری سکرٹری سی۔ ایل۔ ایس بذریعہ وی۔ پی یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں

پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہی اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہی۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پاسکتے ہیں ۱۰ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہی اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بینک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہی ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔ اور نئے پراسپیکٹس (اُردو و انگریزی) مینجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نو لکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں +

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا